بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1

شاہد حسین # 5

احمدی بھائیوں کے نام **وقتِ حاضر میں درکار اصلاحات اور ضروری وضاحتیں**

مورخہ: 20-04-2008

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

عزیزان پیارے حضور مسیح موعود کی جماعت کے افراد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔۔۔خاکسار راقم غلام احمد محمود ثانی اس خط کے ذریعہ آپ سے مخاطب ہے۔ سب سے پہلے سیدنا محمود کا ایک بیان جو کہ الفضل 19 فروری 1956ء میں شائع ہوا اور نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف نے ایک کتابچہ بعنوان خلافتِ احمدیہ میں درج کیا ہے پیش کرتا ہوں جو کہ حسب ذیل ہے۔

''خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنی یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میری جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا''۔

عزیزان اس سے قبل راقم سیدنا محمود کی وہ تفصیلی رویا جسکا خلاصہ خود انہوں نے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کیا ہے آپ کو بھجوا چکا ہے۔

راقم ناچیز نے جو سربراہانِ جماعت کو فروری 2004 میں باذن خداوندی عقائد کے درست کرنے کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے پیشگوئی کے مطابق اس کا بہت برا منایا ہے اور اس وقت سے مجھ سے برسرپیکار ہیں اور تا حال اصلاح کی جانب راغب نہیں ہوئے اور میرے پیش کردہ دلائل اور براہین سے عاجز ہو کر یہ راہ نکالی ہے کہ مختلف مقامات سے میرے متعلق ایسے اعلانات کیئے ہیں کہ یہ راقم نظامیوں میں سے نہیں ہے۔ گویا احباب جماعت کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جن اصلاحات کی طرف میں تلقین کر رہا ہوں وہ قابل توجہ نہیں ہیں۔ ان کی یہ مذموم کوشش ایسا ہی فیصلہ ہے جیسا کہ 1974ء میں دشمنانِ جماعت نے کیا تھا اور ہمارے یہ نظامی سربراہان ان ہی کی مثل ہو گئے ہیں اور عقائد بھی ویسے ہی اختیار کر لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کہ منجانب اللہ محمود ثانی ہے اس امر کی طرف مستعدی سے کھڑا فرمایا ہے کہ ان نظامیوں کے ساتھ جہاد کروں۔ سیدنا محمود اول کو پیغامیوں سے واسطہ پڑا تھا اور انہوں نے ان کی ساری عمر سرکوبی کی مجھے جو کہ ان کا ثانی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پرعزم بنایا ہے کہ میں جماعت مسیح موعود پر موجودہ قابضین نظامیوں سے جہاد کروں اور ان کو راہِ راست پر آنے کی تلقین کرتا رہوں۔ سو اس غرض کے لئے یہ سلسلہ ارسال خطوط ہے۔

افواہوں کا ازالہ: نظامی حضرات نے ایک سکیم کے تحت احباب کو راقم سے شاکی اور متنفر کرنے کے لئے من گھڑت افواہیں پچھلے دنوں پھیلائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ راقم لوگوں سے بیعت لے رہا ہے یا یہ کہ کوئی نفسانی عزائم رکھتا ہے۔ میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ لعنت اللہ علی الکذبین۔ میں محمود ثانی وہ کام کر رہا ہوں جن کا ذکر میں نے اپنے خطوط میں کیا ہے نہ کم نہ زیادہ۔ میرا مقصود صرف اور صرف اصلاح کا ہے تا کہ دین میں ظاہری اور باطنی اعتدال پیدا ہو اسی کے لئے میری زندگی وقف ہے اور انشاء اللہ با توفیق خداوندی تا دم آخر ایسا کرنے کا عزم رکھتا ہوں تا ہم اس بات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بالآخر جماعت حضرت ایوب احمدیت کی غلامی اختیار کرلے گی یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے۔ چاہے بارضا و رغبت یا حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح گھیر کر لائے جائیں گے تا اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو انشاء اللہ۔

اب راقم عنوان بالا کے تحت درکار اصلاحات و چند دیگر اہم معاملات کے بارے میں وضاحت تحریر کرتا ہے۔ ان میں سے بعض پہلے خطوط میں بھی بیان ہو چکا ہے، اس خط میں یہ ارادہ ہے کہ ان سب کو ایک فہرست کی شکل میں اکٹھا کر دوں تا کہ قاری کو معاملہ فہمی میں سہولت ہو۔

خلیفہ کون بناتا ہے؟

راقم بروز سیدنا محمود قرآنی تعلیم کے مطابق یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ایک جماعت مومنین پر حکمرانی بخشتا ہے، جیسا کہ اس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا قل اللھم مالک الملک تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشآ (آل عمران ۲۵) اقتدار اعلیٰ درحقیقت مالک حقیقی کا ہی حق ہے مگر وہ پاک ذات اپنی حکمت کاملہ سے اپنی مخلوق میں انسانوں اور دینی جماعتوں میں مومنین میں سے بعض کو دوسروں پر اقتدار اور حکمرانی بخشتا ہے جیسا کہ دنیا میں اس کا عام قانون نظر آتا ہے۔ مختلف ممالک۔ اقوام اور قبیلوں کے جو سربراہ بنتے ہیں ان سب کے متعلق قرآنی تعلیم کی رو سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ انعام اور عنایت اور موقعہ اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں عطا کیا ہے کہ وہ کسطرح عدل و انصاف اور شریعت کے مطابق اپنی رعیت پر حکمرانی کرتے ہیں اور اس دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کو جواب دے۔ اسی طرح مومنوں کی جماعت پر جن افراد کو اقتدار یعنی خلافت عطا ہوتی ہے وہ کس طرح شریعت خداوندی کے تحت معاملات چلاتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ظاہری خلافت یعنی بادشاہت بھی عطا فرمائی تو یوں نصیحت فرمائی جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے۔ ''یـــا داؤد انا جعلنک خلیفة فی الارض فا حکم بین الناس با الحق ولا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل الله (ص۔۲۷) ترجمہ: اے داؤد تجھے ہم نے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تو لوگوں کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کر اور اپنی ذاتی خواہشات کی پیروی نہ کر کیونکہ یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ اس سے بین طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ محض خلیفہ/ بادشاہ ہونا یا کسی قبیلہ یا تنظیم کا سربراہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قابل اہمیت بات نہیں ہے بلکہ اصل چیز جو اس کے نزدیک قابل قدر ہے یہ ہے کہ جس کو یہ انعام دیا گیا وہ کس طرح اس ذمہ داری کو دیانت، عدل اور انصاف کیساتھ نبھاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابتلا کے ہے نہ بطور اصطفےٰ کے اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ روحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار رہیں'' (روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۳۴) سو حضور کی اس تحریر سے واضح ہوگیا کہ محض خلیفہ ہونا کسی کے لئے کوئی قابل فخر بات نہیں بلکہ اصل چیز اتقا۔ ایمانداری اور نیکوکاری ہے یعنی شریعت کی مکمل اتباع۔

سیدنا حضرت ابوبکر جن کا امت میں سب سے بڑھ کر مقام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کسی کو امتی نبی بنا دے اور جو پہلے خلیفۃ الرسول ہوئے فرماتے ہیں ''میں جب تک سرور عالم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا رہوں اس وقت تک تم میری اطاعت کرنا اور نعوذ باللہ اگر اللہ و سرور عالم ﷺ کی مجھ سے نافرمانی ظہور میں آئے تو تم میری اطاعت نہ کرنا (تاریخ الخلفا اردو جلال الدین سیوطی ص ۱۰۴)

اسی طرح سیدنا مسیح موعود نے جماعت سے بیعت لی تو شرط نمبر ۱۰ کے تحت خود ہی طاعت در معروف کی شرط قائم کی حالانکہ یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ حضور کوئی ایسا بھی حکم دے سکتے تھے جو خلاف شریعت ہو۔ پس آپ نے انکسار اختیار کرتے ہوئے بعد میں آنے والوں کیلئے یہ اصول قائم کیا جیسا کہ اس سے قبل حضرت ابوبکر قائم کر چکے تھے کہ قرآن اور رسول ﷺ کی اتباع اصل معیار ہے اور ہر ایک پر لازم۔

مندرجہ بالا کی بنا پر یہ ضروری ہوگیا کہ مومن جہاں ایک طرف خلیفہ کی اطاعت کریں وہاں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جب ان کے حکام قرآن و سنت کی غلطی سے یا دیدہ دانست پیروی نہ کریں تو بلا خوف و خطر ان کو توجہ دلائیں۔ جس قوم یا جماعت کے افراد سہل نگاری سے یہ فرض ادا نہیں کرتے تو بالآخر نظام ان کو اپنا اسیر بنا لیتا ہے۔

<u>ظاہری خلفا:</u> یاد رکھنا چاہئے کہ ظاہری خلفاء کا تقرر اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے تحت ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کے انتخاب پر اپنی رضا کی مہر ثبت کر دیتا ہے اور اپنی تائید سے نوازتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نیک و کاری پر قائم رہیں۔ مگر جب لوگوں میں تقویٰ طہارت اور صحیح ایمانی حالت نہیں رہتی اور وہ فاسقانہ راہیں اختیار کر لیتے ہیں تو ان کا منتخب کردہ سربراہ چاہے اس کو وہ خلیفہ کا لقب بھی دیں تائید اور نصرت الٰہی سے محروم ہوتے ہیں کیونکہ اصل معیار نیک و کاری ہے ایسا شخص قومی خلیفہ تو کہلا سکتا ہے مگر ''حقانی خلیفہ'' نہیں ہوتا۔ مزید کھول کر بیان کردوں کہ جب کوئی جماعت کسی مرسل کو جو ان کے لئے اور ان میں مبعوث ہوا اس کو شناخت نہ کریں اور اس پر ایمان نہ لائیں اور نہ ہی ان کا قومی خلیفہ اس پر ایمان لائے اور اتباع نہ کرے تو ایسی قومی خلافت دکھاوے کے طور پر کسی قدر اتحاد کا ذریعہ تو ہوسکتی ہے مگر روحانی رہنمائی نہیں کرسکتی۔

<u>روحانی خلافت/خلیفۃ اللہ:</u> دوسری قسم کی خلافت جو مولیٰ کریم اپنی صفت رحمانیت کے تحت گاہے گاہے بوقت ضرورت قائم کرتا رہتا ہے وہ انبیاء، رسل اور مجددین کی خلافت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیر قائم کرتا ہے۔ ایسے متبرک بندے پر روح القدس نازل کرتا ہے اللہ اس کا خود معلم ہوتا ہے تا کہ وہ تجدید دین کرے وہ بذریعہ الہام کھڑا کیا جاتا ہے اس کی شدید مخالفت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و قدرت سے اسے ان سب پر غلبہ اور فتح عطا فرما دیتا ہے اس کی اپنی زندگی میں یا متبعین کے ذریعہ۔ اسکے بالمقابل صفت رحیمیت کے تحت قائم ہونی والی خلافت صرف مومنوں کے اتفاق رائے پر ہی قائم رہ سکتی ہے۔

<u>مقام خلافت اور مجددیت: غیر ضروری موازنہ کی اصلیت:</u> حضرت سیدنا محمود سے منسوب ایک قول جو نظامی لوگ صدی کے مجدد کی شان کو کم کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں حسب ذیل ہے۔

''<u>1947</u>ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں مجلس علم و عرفان کے دوران ایک شخص نے سوال کیا کہ ''کیا خلیفہ کی موجودگی میں مجدد ہوسکتا ہے؟'' اس پر حضور نے یہ لطیف جواب دیا کہ:

''خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔'' (الفضل ۸ شہادت/ اپریل 1947 ص ۴)

حضرت سیدنا محمود سے منسوب بیان بالا محض ایک زبانی قول تھا جس کی رپورٹنگ میں غلطی ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی ان کی باقاعدہ تصنیف کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی باقاعدہ تصنیفات میں اس بیان کے برخلاف مجدد صدی کی عظیم شان بیان کی گئی ہے لہذا مذکورہ منسوب شدہ بیان اسی طرح قابل تاویل ہے یا رد کئے جانے کے لائق ہے جیسا کہ قرآنی آیات کے خلاف کوئی حدیث۔ یا حضرت مسیح موعود کی باقاعدہ تصنیفات کے برخلاف کوئی ایسا قول جو آپ سے زبانی روایت منسوب ہو۔ جماعت میں یہ اصول سند قبولیت شائع شدہ ہیں۔

سیدنا محمود کی اپنی تصنیفات میں مجدد صدی کی شان یوں رقم ہے۔

''حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا کو ایک ہوشیار کرنے والے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ اسلام میں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا۔ ان مجددوں کے متعلق بھی اس آیت میں پیشگوئی موجود ہے کیونکہ وہ بھی جزوی طور پر محمد رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ ایک جزوی تاریک رات میں ان کو ظہور ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر سورۃ القدر جلد ۹ ص۔۳۱۹)

سیدنا محمود کی مندرجہ بالا تحریر اسکے مطابق ہے جو قرآن، احادیث اور حکم وعدل حضرت مسیح موعود نے مجدد صدی کی شان میں فرمائے ہیں۔ لہذا اس لائق ہے اس کو تسلیم کیا جاوے بالمقابل مذکورہ بالا منسوب زبانی بیان کے جو مہمل مشتبہ اور تاویل طلب ہے۔

حضور مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے اسی طرح سیدنا محمود سے منسوب یہ فقرہ ''خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے'' یوں ہو جائے گا کہ تجدید کرنے والا خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے۔ جو کہ بین طور پر ایک بے مقصد اور لاحاصل کلام ہے۔ نامعلوم سیدنا محمود نے کیا بیان دیا اور کیا رپورٹ کیا گیا۔ چونکہ سیدنا محمود کو جو حضور مسیح موعود کے حواری اور ان کے خلیفہ ثانی بھی تھے مصلح موعود ہونے کا بھی 1944 سے دعویٰ تھا اس لئے ممکن ہے کہ سائل کے جواب میں یہ بیان کرنا چاہتے ہوں کہ میں جو مصلح موعود ہوں تو میری موجودگی میں مجدد کیسے آسکتا ہے۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا اس لئے یہ بات یوں درست نکلی مگر آپ کے وصال کے بعد سیدنا ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد کو اللہ تعالیٰ نے 1966ء کے اوائل میں بمطابق 1386ھ ایوب کا خطاب عطا فرما کر مسیح موعود کی مدد کے لئے آسمان سے نازل کیا اور اس طرح جماعت مسیح موعود میں تجدیدی روحانی خلافت ایک ایسے فرد کو ملی جو کہ ظاہری خلیفہ نہ تھا۔ راقم نے اس بارے میں سیرت حضرت مرزا رفیع احمد میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ جہاں تک جماعت مسیح موعود میں بگاڑ ہونے کا تعلق ہے تو اس بارے میں سیدنا محمود کی اپنی ہی رویا اشارہ کر رہی ہے کہ 1427ھ میں جماعت میں مکمل بگاڑ پیدا ہو چکا ہوگا جس کو دور کرنے کے لئے آپ کا بروز آئیگا۔ حالانکہ جماعت میں ظاہری قومی خلافت موجود ہے۔ آپ کا یہ بروز یہ راقم ہی جو کہ موجودہ بگاڑ کی اصلاح کی طرف توجہ دلا رہا ہے مگر نظامی سربراہان میری مخالفت کر رہے ہیں لہذا سیدنا محمود سے منسوب جو زبانی بیان ہے اس لائق نہیں کہ اسے حجت بنا کر بین طور پر قرآنی تعلیم۔ احادیث اور کلام مسیح موعود اور خود ان کی اپنی تصنیفات کے برخلاف اور مقابل پر پیش کیا جاوے۔

<u>الوصیت میں حضور مسیح موعود کی خصوصی نصیحت:</u> <u>یعنی ''جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو''۔</u>

حضور مسیح موعود نے مندرجہ بالا تحریر سے قبل اپنی کتاب نور الحق میں یعنی روحانی خزائن صفحہ 98 پر وضاحت فرمائی ہوئی ہے کہ ''رسولوں نبیوں اور محدثوں کی جماعت ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے''۔ آپ نے جو الوصیت میں سلسلہ بیعت کی اجازت دی وہ اس شرط پر تھی کہ اتفاق رائے سے جس بزرگ کا انتخاب ہو وہ اپنے تئیں نیک نمونہ بنا دے۔

وہ سب لوگ کون تھے جن کو مل کر کام کرنا تھا جب تک کوئی روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو؟ ان سب لوگوں میں مندرجہ ذیل شامل ہوئے۔ (۱) بیعت لینے والا بزرگ (۲) بیعت کرنے والے افراد (۳) انجمن کے معتمدین اور سب ذیلی شاخیں اور تنظیمیں اور عہدیدار کیونکہ انجمن کا قیام بھی ایک مستقل امر تھا۔ حضور مسیح موعود کی اس نصیحت سے یہ بات واضح تھی کہ جیسا کہ غیر متبدل سنت اللہ ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر ایک جانشین نبی ﷺ، آپ کا روحانی خلیفہ مجدد مبعوث فرماتا ہے اس کے نزول کے وقت مندرجہ بالا تین قسم کے افراد اس کا استقبال کریں جیسا کہ حضور مسیح موعود نے مزید فرمایا، مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتا کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں ملفوظات جلد ۲ ص۔۳۔ مگر بد قسمتی سے جماعت مسیح موعود میں یہ المیہ واقع ہوا کہ خلیفہ ثالث نے 1968ء میں اس باطل عقیدہ کا اعلان کر دیا کہ نئی صدی کے سر پر پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خود کو خلیفہ راشد کے طور پر پیش کیا حالانکہ وہ مسیح موعود کے حواری نہ تھے۔ مریدان کے زیر بیعت میں شامل افراد نے اس پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی۔ اگر چہ اس وقت حضرت ایوب احمدیت مرزا رفیع احمد صاحب نے ان کو مناسب طریق سے اصل عقیدہ سے آگاہ کر دیا مگر نظام نے اس باطل عقیدہ کو جماعت میں خوب پھیلایا اور حضور مسیح موعود کی نصیحت

4.

کی نافرمانی کی۔ جب ان لوگوں نے مردِ آسمانی کی تلاش سے آنکھیں بند کرلیں تو نتیجہ خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ اپنے ہی پیدا کردہ تعصب کے اندھیرے میں اُس کو شناخت نہ کرسکے اور ایمان لانے سے محروم رہ گئے ماسوائے چند افراد کے۔ اور تعصب اور بدظنی کے اس دخان میں حضرت ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد کا جنوری 2004 میں وصال ہوگیا۔ تاہم اس راقم ناچیز کو آپ کی رحلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ احباب جماعت کی موجودہ نسل کو اُنکی غلطی اور محرومی سے آگاہ کردوں۔ کیوں کہ میں آپ کا روحانی خادم ہوں اور سیدنا محمود کی رویا کے مطابق جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا اُن کا بروز اور ثانی ہوں جو کہ 1427 ھ میں ظہور پزیر ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اُسکی عطا کردہ نور فراست سے اس کام میں مگن اور اصلاحات کی طرف جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں جو کہ عقائد کے بگاڑ کے دور کرنے میں ضروری ہیں۔ یہ خط بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

قدرت ثانیہ کی وضاحت: حواری خلیفہ سیدنا نورالدین نے کافی وشافی طور سے یہ معاملہ واضح کردیا تھا جیسا کہ بدر 1913 سن 23 مئی میں درج ہے کہ قدرت ثانیہ میں خلفا اور نواب مجددین سب شامل ہیں یہ وضاحت حضور مسیح موعود کے اُس فرمان کے عین مطابق ہے جو 1905 میں الوصیت تحریر کرنیکے بعد یکم مئی 1908 میں دیا جیسا کہ ملفوظات جلد پنجم میں درج ہیں کہ قیامت تک خلفا اور مجددین آتے رہیں گے۔ یہ اُن لوگوں کے خیالات کا ابطال ثابت کرنے کے لیے کافی ہے جو محض انتظامی خلافت کو ہی قدرت ثانیہ کہتے ہیں اور الھامی۔ تجدیدی خلافت سے منکر ہورہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے منتخب شدہ ظاہری انتظامی خلیفہ کو ہی ضرور روحانی خلیفہ / مرسل بھی بنائے۔ ورنہ وہ ایمان نہ لائیں گے یہ سخت گناہ ہے۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت سے متعلق ایک حدیث کی تشریح: ''حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اُس کو اُٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگئی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالیگا۔ پھر اُس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اُس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے'' (بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 804) نوٹ: یاد رہے کہ ''یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے'' حضور نبی پاک کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو نظامی حضرات ایک خاص مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ایسی تاویل اور تشریح کرتے ہیں جو کہ قرآنی تعلیم اور دوسری احادیث کے خلاف ہے اس لئے ضروری ہوا کہ اس کی تشریح ایسے رنگ میں کی جائے جو عمومی تعلیم قرآن اور فرمودات رسول ﷺ کے بھی مطابق ہو۔ یہ کہا جاتا ہے نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی جس کو خلافت راشدہ بھی کہا جاتا ہے اور جس کی مدت تیس سال تھی پھر ظالم اور جابر بادشاہوں کا دور ہوا اور مسیح موعود کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگئی یعنی 27 مئی 1908 کو جو خلافت مسیح موعود قائم ہوئی یہ منہاج نبوت پر ہے اور تا قیامت جماعت کے منتخب کردہ خلفا منہاج نبوت پر متمکن سمجھے جائیں گے۔

اول تو حضور مسیح موعود نے اس خیال کا رد کیا ہے کہ خلافت راشدہ یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت نعوذ باللہ صرف تیس سال تک تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''پس جو شخص خلافت کو صرف تیس سال تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کو صرف تیس سال تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہوجائے کچھ پرواہ نہیں'' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۵۳۔ اپنی تصنیف شہادت القرآن میں آپ نے بالبداہت قرآنی مبشرات اور احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی خلافت تا قیامت ہے اور حمایت قرآن سے مجددین کی بعثت کی حدیث ایک دائمی انتظام من جناب اللہ حضور نبی پاک ﷺ کی برکات کو قیامت تک دوام دینے کیلئے ہے۔ اس لئے جو تفسیر اور تاویل اس حدیث کی نظامی حضرات کرتے ہیں ناقص ہے اور حضرت مسیح موعود حکم و عدل جن کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن اور علم حدیث سب امت میں بڑھ کر عطا فرمایا الوصیت میں لکھتے وقت سلسلہ بیعت کی اجازت دیتے وقت بین طور پر تحریر فرما دیتے کہ وہ اس حدیث کی بنا پر ایسا کررہے ہیں۔ آپ نے بیعت لینے والوں۔ بیعت کرنے والوں اور انجمن کے عہدیداروں سب کو تلقین فرمائی کہ یہ انتظام اس وقت تک ہے جب تک خدا سے روح القدس پا کر کوئی رسول نبی یا مجدد کھڑا نہ ہو۔

عنوانِ بالا کی ایسی تفسیر جو کہ تعلیم قرآن اور جملہ احادیث اور فرمودات حکم و عدل مسیح موعود کی بیان کردہ تفاسیر کے مطابق پیش کرنے سے پہلے ایک اور حدیث کا بیان کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی نبی مبعوث فرمائے انہیں کچھ مخلص ساتھی ایسے ملے جو ان کے طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے اور ان کی کامل اتباع کرتے ان کی وفات کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی

5

باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور ایسی باتیں کہتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حدیقۃ الصالحین ص۔۳۱۸

اس حدیث سے یہ واضح ہوگیا کہ ہر مامور۔ نبی کے بعد نہج نبوت پر خلافت صرف اس کے حواریوں کے خلیفہ بنتے رہنے تک ہوتی ہے بعد میں ناخلف لوگ آجاتے ہیں جو تعلیم کو بگاڑ دیتے ہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں اور اس کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے جو خط راقم نے "بعنوان حدیث نبوی کی حقانیت"۔ احباب کو بھیجا اس میں یہ بات واضح ہے کہ 1968ء میں غیر حواری خلیفہ ثالث نے قرآن۔ حدیث اور مسیح موعود کے اقوال کے خلاف یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ آئندہ پہلے صدیوں کی طرح مجدد نہیں آیا کریں گے اور اس کے بعد جماعت کو اس فاسد عقیدہ پر قائم کر دیا جو کہ اب اصلاح طلب ہے۔ لہذا بین طور پر ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود کے بعد جو سلسلہ بیعت شروع ہوا اس کو نہج نبوت پر ماننا چاہئے۔ مگر سیدنا محمود کے بعد غیر حواری بیعت لینے والے نہج نبوت پر نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مجدد صدی پندرہ حضرت مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت کو شناخت نہیں کیا۔

اب حدیث عنوان بالا کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے قرآنی تعلیم۔ احادیث کی وہ تفسیر جو حضرت مسیح موعود نے نبی پاک ﷺ اور ان کے صحابہ کی خلافت کے زمانے کے کیئے اور پھر مسیح موعود کی اپنی امتی نبوت اور آپکے حواری خلفا کے زمانے سے متعلق کی ہے واضح کرتا ہوں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمومی طور پر برکات خلافت محمدیہ تو قیامت تک جاری و ساری ہیں مگر دو خاص ادوار برکات وانوار خلافت ظاہری کے ہیں۔ اول حضور نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد جو خلافت راشدہ تیس سال قمری قائم رہی یہ حضور نبی پاک کے جلالی دور کا تتمہ تھی اور آپ کا دوسرا دور بشکل بعثت حضرت مسیح موعود ابن رسول اللہ ہے جو کہ آنحضور کا جمالی دور ہے۔ حضرت مسیح موعود کی خلافت اس طرح نہج نبوت پر شروع ہوئی۔ حضرت مولانا نور الدین کی خلافت کے چھ سال (1908 سے 1914) اور سیدنا محمود کی خلافت کے تقریباً 52 سال کل قریباً 58 سال بحساب شمسی اور قریباً 60 سال بحساب قمری بنتے ہیں۔ یہ امت مسلمہ کے دو بہترین ادوار ہیں۔ جیسا کہ سورہ جمعہ میں خوشخبری تھی وآخرین منھم لما یلحقوبھم" (سورہ جمعہ آیت ۴) اور ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین (سورۃ الواقعہ ۴۰۔۴۱) میں درج ہے۔ سو یہ حقیقت ہے اس حدیث کی جو کہ عنوان بالا میں درج ہے۔

<u>صدی کا سر:</u> ہر صدی کے سر پر <u>اللہ تعالیٰ مجدد بھیجتا رہا ہے</u> اور یہ اس کی غیر متبدل سنت ہے۔ جماعت مسیح موعود میں قیامت تک مجدد آتے رہیں گے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب پندرھویں صدی ہجری کے مجدد مرسل اور ناصر مسیح موعود ہیں جو کہ آپ کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوئے۔ ہر مجدد پر ایمان لانا فرض ہے۔ ظاہری خلیفہ/قومی خلیفہ پر بھی فرض ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے اور اس کی تازہ تعلیم جو وہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر خدمت قرآن کرتا ہے۔ مستفید ہو ہر صدی کے سر پر حق کی توحید کی یاددہانی کی ضرورت پڑ جاتی اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ مجدد مرسل نازل فرماتا رہتا ہے۔ اس لئے توحید خالص کو اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس دور میں عمومی طور پر مادہ پرستی/اسباب پرستی پر بہت زور ہے اور جماعت مسیح موعود میں بدقسمتی سے شرک کی مزید یہ صورت بن گئی ہے۔ کہ وہ نظام سے اس قدر مرعوب ہیں کہ حق کے اظہار سے گھبراتے ہیں اور فرمودہ خدا اور فرمودہ رسول کے برخلاف احکام پر محض اپنی دنیاوی عزت حاصل کرنے یا بچانے کے لئے عہدوں کی محرومی، وصیتوں کی منسوخی یا اخراج از نظام نیز دیگر سماجی مشکلات جن میں نظام ان کو مبتلا کر سکتا ہے کہ خوف سے خاموشی اختیار کر کے اس کے اسیر ہو گئے ہیں اور بعض لوگ خدا سے کم اور نظام سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے کہ توحید خالص کا نمونہ قائم کرنے کی طرف توجہ دلاؤں یا نظام دراصل ان کی خدمت کے لئے ہے نہ کہ خلاف شریعت عقائد اور احکام قبول کروا کے ان کو غلام بنانے کے لئے۔

<u>حفظِ مراتب:</u> قرآن، حدیث اور حضور مسیح موعود کے فرمودات کے خلاف ہر قول رد کرنے کے لائق ہے، خواہ عام لوگوں کی نظر میں ایسا فرد کتنا ہی مقدس بزرگ اور عالم فاضل سمجھا گیا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "اسلام میں کفر، بدعت، الحاد، زندقہ وغیرہ اس طرح سے آئے ہیں کہ ایک شخص واحد کی کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کے کلام الٰہی دی جانی چاہئے تھی" ملفوظات جلد ۶ ص۔۲۶۷)

<u>:Love For All Hatred for None</u>

مندرجہ بالا سلوگن جو کہ جماعت میں بغیر سوچے سمجھے رواج پا چکا ہے اور اس کے بڑے بڑے بینرز اجتماعات میں خصوصاً مغربی دنیا میں آویزاں کئے جاتے ہیں۔ ایک غیر شرعی اور حرام فعل ہے کیونکہ حضور مسیح موعود فرماتے ہیں، مومن نصاریٰ، اور یہود، اور ہنود سے دوستی، ہمدردی اور خیر خواہی کر سکتا ہے، احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا یہ ایک باریک فرق ہے اس کو یاد رکھو (نور القرآن جلد ۲۔ص ۳۸) نیز فرمایا قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ میں رنگین ہو جانا ہے، بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے۔ (نور القرآن جلد ۲۔ص ۳۷) لہذا اس سلوگن کو آویزاں کرنا فی الفور بند کیا جاوے۔

انتخاب خلیفہ میں مومنین سے مشاورت: خلافت روحانی (الہامی) ہو یا ظاہری (انتظامی) یہ اللہ تعالیٰ کا مومنین سے وعدہ ہے اسلئے 1982ء میں خلیفہ رابع کے انتخاب کے موقعہ پر حضرت ایوب احمدیت نے یہی نقطہ اٹھایا تھا کہ انتخاب خلیفہ میں عام مومنین کی رائے یا مشاورت کا بھی معروف کے مطابق انتظام ہونا چاہیئے کیونکہ 1956ء میں جو قواعد برائے انتخاب خلیفہ حضرت سیدنا محمود نے بنائے تھے وہ محض خلیفہ ثالث کے انتخاب کیلئے تھے۔ اس مجلس انتخاب خلافت میں حضور مسیح موعود کے دو صاحبزادے۔ بہت سے رفقاء مسیح موعود، بہت سے سب بڑے صاحبزادے رفقاء مسیح موعود ممبر تھے جو کہ 1982ء میں وقت گزرنے کیساتھ وصال پا چکے تھے اسلئے عام مومنین کی مشاورت انتخاب خلیفہ کیلئے انکے منتخب نمائندگان کی وساطت سے رجوع کرنا چاہیئے جو کہ ان کا حق ہے۔ آج 1982ء کے بعد مزید ۲۵ رسال گزر چکے ہیں۔ اسلئے 1956ء کے قواعد بالکل غیر متعلق ہو چکے ہیں اور اب جبکہ جماعت دنیا کے بہت سے ممالک میں پھیل چکی ہے یہ ضروری ہے کہ آئندہ کیلئے مختلف ممالک اور خطوں کی جماعتوں سے تعدادی نسبت کے لحاظ سے انکے نمائندگان کے ذریعے وقت آنے پر اس اہم فریضہ کو انجام دیا جائے تا کہ قرآنی تعلیم پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

روحانی کاموں میں دجل سے آگاہی: حضور مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز ہو اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبہ ہو۔ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد اص ۴۴۵)

خاکسار راقم بروز محمود یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ جو سربراہان جماعت اس عقیدہ کا تو انکار کرتے ہیں جو کہ ہمیں، قرآن، نبی پاک ﷺ اور حکم و عدل مسیح موعود نے عطا فرمایا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مرسل، روحانی خلیفہ امت میں مبعوث کرتا ہے اور جس کو شناخت کر کے ایمان لانا ہر فرد پر فرض ہے اور وہ خود کو نہج نبوت پر ہونا قرار دیتے ہیں۔ یہ روحانی معاملہ میں دجل ہے۔

تصویروں کی اشاعت کا کاروبار: حضور مسیح موعود نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۶۶، پر تصاویر کی تجارتی غرض سے اشاعت ممنوع قرار دی تھی کیونکہ شرک کا آغاز اسی سے ہوتا ہے آپ نے صرف مغربی دنیا کے قیافہ شناسوں کی مدد کے لئے اپنی تصویر کسی قدر ان کے استفادہ کے لئے تا آپ کو شناخت کر لینے میں سہولت ہو اور اس طرح ایمان لا کر ہدایت پا لینے کے لئے تھی مگر اب ہر کسی کی قد آور تصاویر نظاموں کی حوصلہ افزائی سے بر سر عام تجارتی لحاظ سے فروخت ہو رہی ہیں اور یہ مرض دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جماعت کے سینٹرز اور مراکز میں تصاویر آویزاں کی جا رہی ہیں اور شخصیت پرستی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس غیر شرعی کاروائی کو فوراً بند کیا جائے۔

عام چندوں سے متعلق حضور مسیح موعود کی تعلیم: روحانی خزائن جلد ۳ ص ۔۳۳۔۳۴ پر حضور مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالیں جن کو بشرط نہ آنے کسی اتفاقی مانع کے با آسانی ادا کر سکیں۔۔۔۔

میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمت نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں، حضور کے مندرجہ بالا فرمودات بہت واضح ہیں۔ نیت نیک ہی ہو گی مگر تعلیم مسیح موعود کے برخلاف فی صد کے حساب سے چندہ عام وصول کیا جاتا ہے جو کہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو اختیار شریعت میں خود مسیح موعود کو نہیں دیا تو آپ کے متبعین میں سے کسی کو بھی تا قیامت حاصل نہیں ہے۔ چاہیئے کہ چندوں کی حسب ضرورت تحریک ضرور کی جائے اور سیدنا ابو بکر کا نمونہ اختیار کرنے کی تحریص اور ترغیب دلائی جائے مگر چندوں کو بطور ٹیکس وصول نہ کریں راقم کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ احباب قربانیاں کم کریں بلکہ مجھے تو حضرت ابو بکر کے نمونہ کی رغبت ہے مگر ہمیں اپنے مقاصد شریعت کی قائم کردہ حدود کے اندر ہی حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ جماعت کے جن بزرگوں نے سہواً فیصد آمدنی کے لحاظ سے چندہ عام وصول کرنے کی بنیاد ڈالی ان کی روح میرے اس توجہ دلانے پر خوش ہو گی جو مسیح موعود کی اصل تعلیم بیان کردہ اس بارے میں پیش کر دی ہے کیونکہ ان کا ہرگز یہ منشا نہیں ہو گا کہ وہ کوئی ارادۃً ایسا کام کریں جو حضور کی تعلیم کے خلاف ہو۔ ایسا سہواً ہی ہوا ہو گا تا ہم ساری جماعت کو حضرت مسیح موعود کی اصل تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے۔

اسی طرح بیعتوں کے یا دیگر Targets دیئے جاتے ہیں وہ اصل دینی روح کے خلاف ہے اور اس کے نتائج جیسا کہ واقعات نے ثابت کر دیا خاطر خواہ نہ تھے بعض خوش آمدی اور نمائشی لوگوں نے کذب بیانی سے بیعتوں کے Figures دیئے۔ اور یہ ڈرامہ کئی سال چلتا رہا۔ جس سے آپ سب واقف ہیں۔

کچھ اور اصلاحات کی بھی ضرورت ہے مگر انشاء اللہ آئندہ بتوفیق خداوندی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

فقط ناچیز غلام احمد معتمد ایوب احمدیت و محمود ثانی